بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

مصلح موعود ایک معمولی اور دینی لحاظ سے اُمی انسان

وَمَا کُنۡتَ تَتۡلُوۡا مِنۡ قَبۡلِہٖ مِنۡ کِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّہٗ بِیَمِیۡنِکَ اِذًا لَّارۡتَابَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ (عنکبوت۔۴۹)

اور اس (قرآن) کے نازل ہونے سے پہلے تو کوئی کتاب نہ پڑھتا تھا، نہ لوگوں کو سناتا تھا

اور نہ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے لکھتا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو جھٹلانے والے شبہ میں پڑ جاتے۔

جناب سید مولود احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ۔

اُمید ہے آپ بخیر وعافیت ہونگے آمین۔ مورخہ ۱۴۔ دسمبر ۲۰۱۰ء کو آپ کی ایک ای میل موصول ہوئی تھی۔ دو دن بعد یعنی ۱۶۔ دسمبر ۲۰۱۰ء کو چند کتب کے سلسلہ میں آپکی دوسری ای میل موصول ہوئی۔ مطلوبہ کتب آپ کو اگلے دن یعنی ۱۷۔ دسمبر بروز جمعہ کو پوسٹ کر دی گئی تھیں۔ میرے ساتھ بذریعہ ٹیلی فون بات کرنے کی آپکی خواہش تھی۔ آپکی اِس خواہش کے مطابق مورخہ ۱۹۔ دسمبر بروز اتوار ہماری ٹیلی فون پر بات ہوئی تھی۔ اِتفاقاً آپکے ایک دوست مکرم مجید احمد صاحب اور آپ کا چھوٹا بھائی مکرم سید مبشر احمد صاحب بھی ہماری اس گفتگو میں شامل ہوگئے جو کہ کم وبیش ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی تھی۔ شروع میں خاکسار نے آپکے سوال کے جواب میں آپ کو اپنے روحانی واقعہ اور دعویٰ کے متعلق چند باتیں بتائیں تھیں۔ اس دوران آپکے دوست جناب مجید احمد صاحب نے کافی جذباتی انداز میں مجھ سے قرآن کریم کی ایک آیت کا ترجمہ پوچھا۔ خاکسار نے اِسکے جواب میں بڑی صاف گوئی اور دیانتداری کیساتھ اُنہیں کہا تھا کہ میں تو عجمی ہوں اور میں نے کسی سے قرآن کریم ناظرہ بھی نہیں پڑھا ہے۔ لیکن آپ کا دوست مناظرانہ رنگ میں بے جا اس بات پر اڑا رہا کہ کسی مصلح موعود کیلئے قرآن کریم کا ترجمہ جاننا بہت ضروری ہے وغیرہ۔ خاکسار نے ٹیلی فون پر بھی کہا تھا اور اب بھی لکھتا ہوں کہ کسی کے مصلح موعود بننے کیلئے اُس کا عربی زبان کو جاننا ضروری نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنا انتخاب ہے کہ اُس نے اپنے کس بندے کو جماعت احمدیہ میں موعود زکی غلام (مصلح موعود) بنانا ہے۔ جیسا کہ وہ اپنے کلام میں فرماتا ہے۔ رَفِیۡعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الۡعَرۡشِ یُلۡقِی الرُّوۡحَ مِنۡ اَمۡرِہٖ عَلٰی مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ لِیُنۡذِرَ یَوۡمَ التَّلَاقِ (مومن۔۱۶) (وہ) اونچے درجوں والا (اور) عرش کا مالک ہے اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا کلام نازل فرماتا ہے تاکہ (وہ) ملاقات کے دن سے لوگوں کو ڈرائے۔

یہ بات بھی یاد رکھیں کہ عربی زبان کا علم اور قرآن کریم کا علم دو مختلف باتیں ہیں۔ کسی بھی مصلح موعود کیلئے عربی کا جاننا اتنا ضروری نہیں جتنا کہ اُس کیلئے قرآن کریم کا علم جاننا ضروری ہے۔ فرض کریں ایک شخص زید عربی بالکل نہیں جانتا۔ کیا ایسے کسی شخص کو جو عربی زبان سے نابلد ہو زکی غلام بنانے کیلئے اللہ تعالیٰ کیلئے کوئی روک ہوسکتا ہے۔؟ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ اگر ایسے کسی انسان سے اصلاح وارشاد کا کام لینا چاہے تو اُسے زکی غلام (مصلح موعود) بنا کر اُس سے لے سکتا ہے۔ عربی زبان سے ناواقف ایسے کسی بھی انسان کو پھر اللہ تعالیٰ بطور خاص قرآن کریم کا علم ضرور دے گا اور یہی قرآنی علم اُس انسان کے صادق ہونے اور خدا رسیدہ ہونے کی اصل نشانی ہوگی۔ اپنی بات کی وضاحت کیلئے خاکسار یہاں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی مثال پیش کرتا ہے۔ آپ نے بچپن میں عربی زبان کو پڑھا تھا اور آپ کو اس پر عبور بھی تھا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے بھی بعد ازاں آپ کے عربی علم میں کافی وسعت بخشی لیکن اسکے باوجود ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپکی یہ عربی دانی آپکے مہدی ومسیح موعود ہونے کا ثبوت نہیں تھی۔ آپکے مہدی معہود ہونے کا ثبوت وہ خسوف وکسوف تھا جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آپکے دعویٰ کے تین سال بعد یعنی مارچ اور اپریل ۱۸۹۴ء میں آسمان پر ظاہر ہوا۔ جیسا کہ آپ اپنی کتاب ''تحفہ گولڑویہ'' میں فرماتے ہیں:۔

''اِن تیرہ سو برسوں میں بہتیرے لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر کسی کیلئے یہ آسمانی نشان ظاہر نہ ہوا۔۔۔۔۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کیلئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے۔'' (روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحات ۱۴۲، ۱۴۳)

جہاں تک آپکے مسیح موعود ہونے کا تعلق ہے تو اِس کا ثبوت آپ کا قرآن کریم کا علم تھا جو کہ آپ کو بطور خاص بخشا گیا۔ مثلاً ۱۸۹۱ء تک آپ علیہ السلام نے بیشمار دفعہ قرآن کریم کو پڑھا ہوگا لیکن اسکے باوجود نزول مسیح ابن مریم کے بارے میں آپ کا وہی عقیدہ تھا جو کہ سوادِ اعظم کا تھا۔ ۱۸۹۱ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ اِلہام بتادیا کہ حضرت مسیح ابن مریم ناصری علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں۔ جیسا کہ آپ اپنی کتاب ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں۔

''اے میرے دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے ان تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں پہلو بدل لو اور عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کیلئے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں فتحیاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دو گے۔۔۔ اُنکے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو پھر نظر اُٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔ چونکہ خدائے تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کرے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلاوے۔ اس لیے اُس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص اِلہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا اِلہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُسکے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے۔ وَ كَانَ وَعْدُاللّٰہِ مَفْعُوْلاً ۔ اَنْتَ مَعِیْ وَ اَنْتَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِیْنِ۔ اَنْتَ مُصِیْبٌ وَّ مُعِیْنٌ لِّلْحَقِ۔'' (ازالۂ اوہام ۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۲)

اللہ تعالیٰ کے اس انکشاف کے بعد آپ علیہ السلام نے ایک بار پھر قرآن کریم کو تدبر اور غور سے پڑھا تو آپ کو قرآن کریم میں تیس (۳۰) آیات ایسی ملیں جو کہ حیات مسیح ابن مریم علیہ السلام کے عقیدے کو جھٹلا رہی تھیں۔ آپؑ نے علمائے اسلام کے آگے حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی وفات کے ثبوت کے طور پر یہ تیس (۳۰) قرآنی آیات رکھیں تو جواباً وہ ساکت ہو گئے۔ یہی قرآنی علم آپکے دعویٰ مسیح موعود کا اصل ثبوت تھا۔ بعد ازاں جن کے دلوں میں تقویٰ تھا اُنہوں نے وفات مسیح کے اِسی ثبوت کی بنا پر حیات مسیح کے باطل عقیدہ کو چھوڑ کر آپ کو مسیح موعود تسلیم کر لیا لیکن جو بدقسمت تھے اُنہوں نے نہ صرف آپ کا انکار کیا بلکہ آپ علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ بھی لگاتے پھرے۔

جہاں تک قرآن کریم اور عربی زبان کا تعلق ہے تو جہاں اور جن حالات میں میری پیدائش ہوئی وہاں قرآن کریم یا عربی کو سیکھنا میرے لیے ممکن نہیں تھا۔ اسکی تفصیل کوئی بھی میرے حالات زندگی سے جان سکتا ہے۔ (مضمون نمبر ۴۶ بعنوان چند سوالات اور اُنکے جوابات صفحات ۷ تا ۱۷) ہاں جس طرح ہمارے آقا حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بطور خاص قرآن کریم کا علم دے کر حیات مسیح ابن مریم کے باطل عقیدے کو رَدّ کیا اِسی طرح اس عاجز کو بھی قرآن کریم کے علم سے نوازا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ جب کبھی وہ اپنے کسی بندے کو کسی غلام کی بشارت دیا کرتا ہے تو بشارت کے وقت وہ غلام دنیا میں موجود نہیں ہوتا بلکہ بشارت کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ میں نے جب قرآن کریم کو غور و فکر کیساتھ پڑھا تو وہاں اللہ تعالیٰ کی یہی سنت نظر آئی۔ مثال کے طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیھم السلام کی بشارتیں ہوئی تھیں تو اُس وقت یہ بچے ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے بلکہ بشارتوں کے بعد پیدا ہوئے۔ اِسی طرح حضرت زکریا علیہ السلام کو بھی جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بشارت دی گئی تو بشارت کے وقت یحییٰ دنیا میں موجود نہیں تھا اور وہ بشارت کے بعد پیدا ہوا۔ اِسی طرح جب حضرت مریم صدیقہؑ کو زکی غلام کی بشارت ہوئی تھی تو یہ زکی غلام بھی بشارت کے بعد پیدا ہوا تھا۔ جب اِن بچوں کی بشارتیں ہوئی تھیں تو اِنکے والدین نے فرشتوں سے بحث کی تھی کہ یہ غلام ہمارے گھروں میں کس طرح پیدا ہو سکتے ہیں؟ بظاہر اِن بچوں کے پیدا ہونے کی کوئی صورت نہیں تھی لیکن ملائکہ نے اِنہیں جواباً کہا تھا کہ یہ بچے آپکے گھروں میں ضرور پیدا ہونگے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے وغیرہ۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں یہ بھی فرماتا ہے کہ۔ ''سُنَّۃَ اللّٰہِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا۔'' (سورۃ فتح آیت: ۲۴) اللہ کی اِس سنت کو یاد رکھو، جو ہمیشہ سے چلی آئی ہے اور تو کبھی بھی اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔

جناب مولود احمد صاحب۔ جب میں نے اللہ تعالیٰ کی اس سنت کی روشنی میں زکی غلام سے متعلق مبشر اِلہامات کا مطالعہ کیا تو یہ حقیقت سامنے آئی کہ زکی غلام یعنی مصلح موعود نے تو مثیل مبارک احمد کے طور پر جماعت احمدیہ میں ۶۔۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا تھا۔ اِسکی تفصیل میری کتب اور مضامین میں پڑھی جا سکتی ہے۔ جماعت احمدیہ میں کچھ لوگوں کی ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے جو سنگین غلطیاں پیدا ہوئی ہیں اِن غلطیوں سے جماعت کو پاک کرنے کیلئے کسی کو عربی زبان کے علم کی اتنی ضرورت نہیں تھی جتنی کہ قرآن کریم کے علم کی جو کہ اس عاجز کو بخشا گیا ہے۔ ویسے بھی اللہ تعالیٰ کے موعود مصلح نے جماعت احمدیہ میں مبعوث ہو کر افراد جماعت کو قرآن کریم کا ترجمہ سکھانے یا نماز پڑھنے کا طریقہ بتانے نہیں آنا تھا۔؟ یہ کام تو عام احمدی بھی جماعت احمدیہ میں کر رہے ہیں اور مربیان اور معلمین کا تو کام ہی یہی ہے۔ اِن امور کیلئے مصلحین اور مجددین مبعوث نہیں ہوا کرتے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ قرآنی علوم وقت کیساتھ ساتھ زمانے کی ضرورتوں کے مطابق اپنے چنیدہ بندوں پر کھولتا ہے۔ ہر صدی کے مصلح کو اپنے زمانے میں جس قسم کی مشکلات اور اعتراضات درپیش ہوں اُسی کے مطابق اللہ تعالیٰ صدی کے مجدد کو علم بخشتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''یہ بھی یاد رہے کہ ہر ایک زمانہ کیلئے اتمام حجت بھی مختلف رنگوں سے ہوا کرتا ہے اور مجدد وقت اُن قوتوں اور ملکوں اور کمالات کیساتھ آتا ہے جو موجودہ مفاسد کا اصلاح پانا ان کمالات پر موقوف ہوتا ہے سو ہمیشہ خدا تعالیٰ اسی طرح کرتا رہے گا جب تک اس کو منظور ہے کہ آثار رشد اور اصلاح دنیا میں باقی رہیں اور یہ باتیں بے ثبوت نہیں بلکہ نظائر متواترہ اِسکے شاہد ہیں۔'' (شہادۃ القرآن ۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۴۲)

مولود احمد صاحب۔ جماعت احمدیہ میں اگر کوئی ایسا انسان ہو جس نے کسی سے قرآن کریم بھی نہ پڑھا ہو اور وہ عربی بھی نہ جانتا ہو۔ اگر وہ موعود زکی غلام (مصلح موعود) ہونے کا

دعویدار ہوتو ایسے مدعی سے بظاہر افراد جماعت کو دھوکہ لگنے کے اتفاقات (chances) کافی زیادہ ہیں۔واضح ہو کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو جماعت احمدیہ میں سے کسی ایسے انسان کا بطور موعود زکی غلام مسیح الزماں انتخاب کر لیتا جس کو عربی زبان پر کافی عبور ہوتا لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا بلکہ اپنی رحمت کیلئے ایک ایسے احمدی کو چنا جو نہ صرف بچپن میں ہی یتیم ہو گیا بلکہ اس حال میں وہ کسی سے قرآن کریم بھی نہ پڑھ سکا۔اگر بنظرِ غور دیکھیں تو ان سب باتوں میں دراصل افراد جماعت کی آزمائش پوشیدہ نظر آتی ہے۔اِسی سلسلہ بیان میں حضور علیہ السلام لکھتے ہیں۔

’’اسکے عجائبات قدرت اسی طرح پر ہمیشہ ظہور فرماتے ہیں کہ وہ غریبوں اور حقیروں کو عزت بخشتا ہے اور بڑے بڑے معززوں اور بلند مرتبہ لوگوں کو خاک میں ملا دیتا ہے۔بڑے بڑے علماء وفضلاء اُسکے آستانہ فیض سے بکلی بے نصیب اور محروم رہ جاتے ہیں اور ایک ذلیل حقیر اُمّی جاہل نالائق منتخب ہو کر مقبولین کی جماعت میں داخل کر لیا جاتا ہے۔ہمیشہ سے اسکی کچھ ایسی ہی عادت ہے اور قدیم سے وہ ایسا ہی کرتا چلا آیا ہے۔وذالك فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشآء۔‘‘ (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۴۱)

اِسکے باوجود یہ بات یاد رکھیں کہ جن احمدیوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہوگا اور وہ جو متقی ہونگے اُنہیں اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔وہ یقیناً ان آزمائشوں میں ضرور کامیاب وکامران ہونگے۔لیکن برائے نام احمدی اور وہ جو اپنی نفسانی خواہشات کے غلام ہیں وہ ضرور ٹھوکر کھائیں گے۔افراد جماعت کی راہنمائی فرماتے ہوئے اِنہی آزمائشوں سے بچنے کیلئے حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے رسالہ ’’الوصیت‘‘ میں فرمایا ہے۔

’’خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا اور اُسکے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔سو اُن دنوں کے منتظر رہو اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُسکے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا ابھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔‘‘

(الوصیت۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶ حاشیہ)

مولود احمد صاحب۔اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے:۔’’وَاِذْ اَخَذَاللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتَابٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ☆فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ‘‘ (ال عمران آیات ۸۲۔۸۳) ترجمہ۔اور جب اللہ نے سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دوں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا اور ضرور اسکی مدد کرنا، فرمایا تھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میری ذمہ داری قبول کرتے ہو؟ انہوں نے کہا تھا، ہاں ہم اقرار کرتے ہیں، فرمایا اب تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔اب جو (شخص) اِس عہد کے بعد پھر جائے تو ایسے لوگ فاسق ہونگے۔

اِن آیات سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے ایک پختہ عہد (میثاق النبیین) لیا تھا اور وہ عہد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اسکے بعد آنے والے مصلح کی بشارت عطا فرمائی تھی۔چنانچہ ہر نبی نے حکم الٰہی کے مطابق اس بشارت کو اپنے پیروکاروں کے آگے خوب کھول کر بیان فرمادیا اور ساتھ ہی انہیں یہ نصیحت بھی فرمائی کہ جب وہ وجود اپنی موعود نشانیوں کیساتھ آئے تو اُسے مان لینا اور اُسکی مدد کرنا۔لیکن کتنی عجیب بات ہے کہ ہر نبی کی قوم کے اکثر افراد نے اپنے گذشتہ نبی کی اس نصیحت سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا اور بعد میں آنے والے اس موعود کا دلیری سے انکار کر دیا اور اس طرح نہ صرف اس کی تکذیب کر کے عہد شکنی کے مرتکب ہوئے بلکہ فاسق بن کر ایمان کو بھی ہاتھ سے گنوا بیٹھے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ کو فرمانا پڑا۔’’یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ‘‘ (سورۃ یٰسین۔۳۱) ترجمہ۔ہائے افسوس بندوں پر کہ جب کبھی بھی اُنکے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں (اور تمسخر کرنے لگتے ہیں)۔

مختلف مذاہب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر موعود مصلح کا انکار اُسکی قوم نے اس وجہ سے کیا کیونکہ اُس کی آمد یا اُس کا ظہور لوگوں میں مروج غلط خیالات یا توقعات یا عقائد کے برخلاف ہوا۔اب اِس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ جان بوجھ کر لوگوں کو دھوکہ میں ڈالتا ہے۔کہتا کچھ ہے اور کرتا کچھ ہے۔نہیں ایسی کوئی بات نہیں بلکہ اس میں لوگوں کا اپنا قصور ہوتا ہے کیونکہ وہ خود عقائد حقہ سے بھٹک کر غلط خیالات، غلط توقعات اور غلط عقائد کا شکار ہو جاتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی اپنے وعدوں کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔مثال کے طور پر حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی نسبت بعض بائبل کی پیشگوئیوں میں درج تھا کہ وہ بادشاہ ہوگا۔لیکن جب حضرتِ مسیح ظاہر ہوئے تو وہ بیچارے غریب اور مسکین تھے۔اس لیے یہودیوں نے اُس کو قبول نہ کیا اور اِس ردّ اور انکار کی وجہ صرف الفاظ پرستی تھی۔کہ اُنہوں نے بادشاہت کے لفظ کو فقط ظاہر پر محمول کر لیا۔مزید برآں حضرت عیسیٰؑ کے متعلق بائبل میں اس طرح پیشگوئی موجود تھی کہ!’’لیکن خدا آپ تم کو ایک نشان بخشے گا۔دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا اور اس کا نام عمانوایل رکھے

گی۔''(یسعیاہ باب نمبر ۷۔آیت نمبر ۱۵)

لیکن آج سے دوہزار سال پہلے جب یہ ''زکی غلام'' ایک کنواری کے ہاں پیدا ہوا اور اُس نے بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف رسول اور نبی بنا کر بھیجا ہے تو اُس کی قوم نے اُس کا یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ نعوذ باللہ تیری تو پیدائش ہی ناجائز ہے۔تو کس طرح نبی اور رسول ہو سکتا ہے اور اس طرح عہد شکنی کے مرتکب ہو گئے۔؟ اسی طرح ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت ﷺ کی بشارت توریت اور انجیل میں کچھ اس طرح دی گئی تھی۔اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے:۔

''خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔تم اُسکی سُننا۔۔۔۔میں اُن کیلئے اُن ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اُسکے منہ میں ڈالونگا۔''(اِستثنا:۱۵۔۱۹)

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر ہمارے آقا آنحضرت ﷺ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

''میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تُم سے کہیں o لیکن مددگار یعنی رُوح القدس جِسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائیگا اور جو کچھ میں نے تُم سے کہا ہے وہ سب باتیں یاد دِلائیگا o۔۔۔اِسکے بعد میں تم سے بہت سی باتیں کرونگا کیونکہ دُنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اُسکا کچھ نہیں o''(یُوحنا:۲۵۔۲۶۔۳۱)

اور پھر جب یہ مثیل موسیٰ ظاہر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنے کلام میں بھی مثیلِ موسیٰ قرار دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۱)''اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ الَّذِیۡ یَجِدُوۡنَہٗ مَکۡتُوۡبًا عِنۡدَھُمۡ فِی التَّوۡرٰۃِ وَالۡاِنۡجِیۡلِ۔۔۔''(الاعراف:۱۵۸)وہ (لوگ) جو ہمارے اِس رسول کی اتباع کرتے ہیں جو نبی ہے اور اُمی ہے جس کا ذکر تورات اور اِنجیل میں اُنکے پاس لکھا ہوا موجود ہے۔

(۲)''اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡکُمۡ رَسُوۡلًا ۬ۙ شَاھِدًا عَلَیۡکُمۡ کَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا۔''(مزّمل:۱۶) اے لوگو! ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے اِسی طرح جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔

(۳)''قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ کَانَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ وَ کَفَرۡتُمۡ بِہٖ وَ شَھِدَ شَاھِدٌ مِّنۡ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ عَلٰی مِثۡلِہٖ فَاٰمَنَ وَ اسۡتَکۡبَرۡتُمۡ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ۔''(الاحقاف:۱۱) تو کہہ دے مجھے بتاؤ تو سہی کہ اگر میری وحی خدا کی طرف سے ہوئی اور تم نے اِس کا اِنکار کر دیا، باوجود اِسکے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ (یعنی موسیٰ) گواہی دے چُکا ہے کہ اِس کی مانند ایک شخص ظاہر ہوگا۔پس وہ تو ایمان لے آیا اور تم تکبر سے کام لے رہے ہو۔یقیناً اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

(۴)''وَاِذۡ قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوۡرٰۃِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَھُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ قَالُوۡا ھٰذَا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ۔''(صف:۷) اور جب عیسیٰ ابن مریم نے اپنی قوم سے کہا اے بنی اسرائیل! میں اللہ کی طرف سے تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں، جو (کلام) میرے آنے سے پہلے نازل ہو چُکا ہے یعنی تورات، اُسکی پیشگوئیوں کو میں پورا کرتا ہوں اور ایک ایسے رسول کی بھی خبر دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہوگا۔پھر جب وہ رسول دلائل لے کر آ گیا، تو اُنہوں نے کہا یہ تو کھلا کھلا فریب ہے۔

جناب سید مولود احمد صاحب۔قرآن مجید کی یہ آیات اِس اَمر کی تصدیق فرما رہی ہیں کہ توریت (اِستثنا:۱۵۔۱۹) میں جس مثیل موسیٰ اور انجیل (یُوحنا:۲۵۔۲۶۔۳۱) میں دنیا کے جس سردار کی بشارت دی گئی تھی وہ ہمارے پیارے نبی آخر زماں ﷺ ہی تھے۔لیکن بد قسمتی سے یہودیوں اور عیسائیوں نے ''تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے'' کے الفاظ سے غلطی کھا کر اِس عظیم الشان پیشگوئی کو محض بنی اسرائیل تک محدود کر دیا۔حالانکہ بعدازاں واقعات نے ثابت کر دیا کہ ''تیرے بھائیوں سے'' اللہ تعالیٰ کی مراد بنی اسرائیل کی بجائے بنی اسماعیل تھی۔یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ ربانی پیشگوئیوں میں بہت سارے اِسرار پوشیدہ ہوتے ہیں اور قبل از ظہور پیشگوئی خود انبیاء کو ہی جن پر وہ وحی نازل ہوتی ہے سمجھ میں نہیں آ سکتے تو پھر دوسرے لوگ اِنکی حقیقت کو پا لینے کا دعویٰ کس طرح کر سکتے ہیں۔؟ اور یہ بھی یاد رہے کہ کسی ربانی پیشگوئی کا کوئی قطعی ایک پہلو نہیں ہوتا بلکہ کبھی ظاہری رنگ میں اور کبھی اِستعارہ کے رنگ میں پوری ہوتی ہے۔ربانی پیشگوئیوں میں چونکہ اللہ تعالیٰ کو خلق اللہ کی آزمائش بھی منظور ہوتی ہے لہٰذا پیشگوئیوں کے معاملہ میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔کسی بھی پیشگوئی پر اُسکے ظہور سے پہلے اجمالی طور پر ایمان لانا چاہیے اور اُسکی اصل حقیقت کو حوالہ بخدا کر دینا چاہیے۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی تصانیف میں پیشگوئیوں کے معاملہ میں افرادِ جماعت کی بڑی راہنمائی فرمائی ہے اور افرادِ جماعت کو اِن نصائح کو مدنظر رکھنا چاہیے تھا۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۱)''اور یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں میں بعض امور کا اخفا اور بعض کا اِظہار ہوتا ہے۔اور ایسا ہونا شاذ و نادر ہے کہ من کل الوجوہ اظہار ہی ہو کیونکہ پیشگوئیوں میں حضرت باری تعالیٰ کے ارادہ میں ایک قسم کی خلق اللہ کی آزمائش بھی منظور ہوتی ہے۔اور اکثر پیشگوئیاں اس آیت کا مصداق ہوتی ہیں کہ یُضِلُّ بِہٖ کَثِیۡرًا وَّ یَھۡدِیۡ بِہٖ کَثِیۡرًا۔اسی وجہ سے ہمیشہ ظاہر پرست لوگ امتحان میں پڑ کر پیشگوئی کے ظہور کے وقت دھوکہ کھا جاتے ہیں۔اور زیادہ تر اِنکار کرنیوالے اور حقیقت مقصودہ سے بے نصیب

رہنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں کہ جو چاہتے ہیں کہ صرف پیشگوئی کا ظاہری طور پر جیسا کہ سمجھا گیا ہو پورا ہو جائے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔ مثلاً مسیح کی نسبت بعض بائبل کی پیشگوئیوں میں یہ درج تھا کہ وہ بادشاہ ہوگا۔ لیکن چونکہ مسیح غریبوں اور مسکینوں کی صورت پر ظاہر ہوا۔ اس لیے یہودیوں نے اس کو قبول نہ کیا اور اس ردّ اور انکار کی وجہ صرف الفاظ پرستی تھی۔ کہ انہوں نے بادشاہت کے لفظ کو فقط ظاہر پر محمول کر لیا۔ ایسا ہی حضرت موسیٰؑ کی توریت میں ہمارے سید مولیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی نسبت یہ پیشگوئی درج تھی کہ وہ بنی اسرائیل میں سے اور اُنکے بھائیوں میں سے پیدا ہوگا۔ اس لیے یہودی لوگ اس پیشگوئی کا منشا یہی سمجھتے رہے۔ کہ وہ بنی اسرائیل میں سے پیدا ہوگا حالانکہ بنی اسرائیل کے بھائیوں سے بنی اسماعیل مراد ہیں۔ خدا تعالیٰ قادر تھا کہ بجائے بنی اسرائیل کے بھائیوں کے بنی اسماعیل ہی لکھ دیتا تا کروڑہا آدمی ہلاکت سے بچ جاتے مگر اس نے ایسا نہیں کیا کیونکہ اس کو ایک عقدہ درمیان میں رکھ کر صادقوں اور کاذبوں کا امتحان منظور تھا۔ اِسی بنا پر اور اِسی مدعا کی غرض سے تمثیل کے پیرایہ میں یا استعارہ کے طور پر بہت باتیں ہوتی ہیں جن پر نظر ڈالنے والے دو گروہ ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ گروہ جو فقط ظاہر پرست اور ظاہر بین ہوتا ہے اور استعارات سے بکلی منکر ہو کر ان پیشگوئیوں کے ظہور کو ظاہری صورت میں دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ وہ گروہ ہے کہ جو وقت پر حقیقت حقہ کے ماننے سے اکثر بے نصیب اور محروم رہ جاتا ہے بلکہ سخت درجہ کی عداوت اور بغض اور کینہ تک نوبت پہنچتی ہے۔ جس قدر دنیا میں ایسے نبی یا ایسے رسول آئے جن کی نسبت پہلی کتابوں میں پیشگوئیاں موجود تھیں۔ اُنکے سخت منکر اور اشد دشمن وہی لوگ ہوئے ہیں، کہ جو پیشگوئیوں کے ظاہری الفاظ کو ان کی ظاہری صورت پر دیکھنا چاہتے تھے۔ مثلاً ایلیا نبی کا آسمان سے اترنا اور خلق اللہ کی ہدایت کیلئے دنیا میں آنا بائبل میں اس طرح لکھا ہے کہ ایلیا نبی جو آسمان پر اٹھایا گیا پھر دوبارہ وہی نبی دنیا میں آئے گا۔ ان ظاہری الفاظ پر یہودیوں نے سخت پنجہ مارا ہوا ہے اور باوجودیکہ حضرت مسیح جیسے ایک بزرگوار نبی نے صاف صاف گواہی دی کہ وہ ایلیا جس کا آسمان سے اترنا انتظار کیا جاتا ہے۔ یہی یحیٰی ذکریا کا بیٹا ہے کہ جو آپکا مرشد ہے لیکن یہودیوں نے قبول نہ کیا بلکہ اِنہی باتوں سے حضرت مسیح پر سخت ناراض ہو گئے اور حضرت مسیح کی نسبت یہ خیال کرنے لگے کہ وہ توریت کی عبارتوں کو اور اور معنی کر کے بگاڑنا چاہتا ہے کیونکہ انہیں اپنے جسمانی خیال کیوجہ سے پختہ طور پر امید لگی ہوئی تھی۔'' (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۷)

(۲) ''اب ہمارے نبی ﷺ کے بارے میں توریت کی پیشگوئیوں پر نظر ڈالیں کہ اگرچہ توریت کے دو مقام میں ایسی پیشگوئیاں ملتی ہیں کہ جو غور کرنیوالوں پر بشرطیکہ منصف بھی ہوں ظاہر کرتے ہیں کہ درحقیقت وہ ہمارے نبی ﷺ کے بارہ میں لکھی گئی ہیں۔ لیکن کج بحثی کیلئے اِن میں گنجائش بھی بہت ہے۔ مثلاً توریت میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو کہا کہ خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی قائم کرے گا۔ اس پیشگوئی میں مشکلات یہ ہیں کہ اسی توریت کے بعض مقامات میں بنی اسرائیل کو ہی بنی اسرائیل کے بھائی لکھا ہے۔ اور بعض جگہ بنی اسماعیل کو بھی بنی اسرائیل کا بھائی لکھا ہے۔ ایسا ہی دوسرے بھائیوں کا بھی ذکر ہے۔ اب اس بات کا قطعی اور بدیہی طور پر کیونکر فیصلہ ہو کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے مراد فقط بنی اسماعیل ہی ہیں بلکہ یہ لفظ کہ ''تیرے ہی درمیان سے'' لکھا ہے۔ زیادہ عبارت کو مشتبہ کرتا ہے۔ اور گو ہم لوگ بہت سے دلائل اور قرائن کو ایک جگہ جمع کر کے اور آنخضرت ﷺ اور حضرت موسیٰ میں جو مماثلت ہے بپایہ ثبوت پہنچا کر ایک حق کے طالب کے لیے نظری طور پر یہ بات ثابت کر دکھاتے ہیں کہ درحقیقت اس جگہ پیشگوئی کا مصداق بجز ہمارے نبی ﷺ کے اور کوئی شخص نہیں۔ لیکن یہ پیشگوئی ایسی صاف اور بدیہی تو نہیں کہ ہر ایک اجہل اور احمق کو اس کے ذریعہ سے ہم قائل کر سکیں بلکہ اس کا سمجھنا بھی پوری عقل کا محتاج ہے اور پھر سمجھانا بھی پوری عقل کا محتاج۔ اگر خدائے تعالیٰ کو اِبتلا خلق اللہ کا منظور نہ ہوتا اور ہر طرح سے کھلے کھلے طور پر پیشگوئی کا بیان کرنا اِرادہ اِلٰہی ہوتا تو پھر اس طرح پر بیان کرنا چاہیے تھا۔ کہ اے موسیٰ میں تیرے بعد بائیسویں صدی میں ملک عرب میں بنی اسماعیل میں سے ایک نبی پیدا کروں گا جس کا نام محمد ﷺ ہوگا اور انکے باپ کا نام عبداللہ اور دادا کا نام عبدالمطلب اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا اور وہ مکہ شہر میں پیدا ہونگے اور اُن کا یہ حلیہ ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ اگر ایسی کوئی پیشگوئی توریت میں لکھی جاتی تو کسی کو چون وچرا کرنے کی حاجت نہ رہتی اور تمام شریروں کے ہاتھ پیر باندھے جاتے لیکن خدا تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا خدا تعالیٰ ایسا کرنے پر قادر نہ تھا؟ اس کا جواب یہی ہے کہ بلاشبہ قادر تھا بلکہ اگر چاہتا تو اس سے بڑھ کر ایسے صاف صاف اور کھلے کھلے نشان لکھ دیتا کہ سب گردنیں ان کی طرف جھک جاتیں اور دنیا میں کوئی منکر نہ رہتا۔ مگر اس نے اس تصریح اور توضیح سے لکھنا اس لیے پسند نہیں کیا کہ ہمیشہ پیشگوئیوں میں ایک قسم کا اِبتلا بھی اسے منظور ہوتا ہے تا سمجھنے والے اور حق کے سچے طالب اِس کو سمجھ لیں اور جنکے نفسوں میں نخوت اور تکبر اور جلد بازی اور ظاہر بینی ہے وہ اِسکے قبول کرنے سے محروم رہ جائیں۔''
(ایضاً۔ ۲۴۱ تا ۲۴۲)

یہ تھے حضرت بانئے جماعت احمدیہؑ کے الفاظ جن میں آپ نے دو عظیم الشان پیشگوئیوں کا ذکر فرما کر مسلمانوں کو سمجھایا ہے کہ اِن پیشگوئیوں میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور عیسائیوں کی آزمائش کی تھی اور پھر یہ بھی فرمایا کہ اِس آزمائش میں اِنکی اکثریت ناکام و نامراد ہو کر واصلِ جہنم ہوگئی۔ دراصل ایسی پیشگوئیاں يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَّيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ (بقرہ۔۲۷) کا مصداق ہوتی ہیں لہٰذا ایسی پیشگوئیوں کے سلسلے میں بہت احتیاط اور فکر کی ضرورت ہوتی ہے۔

جناب مولود احمد صاحب! آپ جانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی اُمت کیلئے ایک مہدی و مسیح موعود کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ جیسا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں:۔

(۱) ”عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَوۡ لَمۡ یَبۡقَ مِنَ الدُّنۡیَا اِلَّا یَوۡمٌ لَطَوَّلَ اللّٰہُ ذٰلِکَ الۡیَوۡمَ حَتّٰی یَبۡعَثَ رَجُلًا مِنِّیۡ اَوۡمِنۡ اَھۡلِ بَیۡتِیۡ یُوَاطِئُ اِسۡمُہٗ اِسۡمِیۡ وَاَبِیۡہِ اِسۡمُ اَبِیۡ یَمۡلَأُ الۡاَرۡضَ قِسۡطًا وَعَدۡلًا کَمَا مُلِئَتۡ ظُلۡمًا وَجَوۡرًا ۔“ (ابوداؤد کتاب المھدی)۔ ترجمہ:۔ حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر دنیا سے ایک دن بھی باقی رہ گیا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دے گا یہاں تک کہ وہ مجھ میں سے یا میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا اُس کا نام میرا نام اور اُسکے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسے وہ پہلے ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔

(۲) ”وَعَنۡ اُمِّ سَلَمَۃَؓ قَالَتۡ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوۡلُ الۡمَھۡدِیُّ مِنۡ عِتۡرَتِیۡ مِنۡ اَوۡلَادِ فَاطِمَۃَ رَوَاہُ اَبُوۡدَاؤُدَ۔ اُمّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا فرماتے تھے مہدی میری عترت اولاد فاطمہؓ میں سے ہوگا۔ روایت کیا اسکو ابوابوداؤد نے۔“ (مشکوٰۃ شریف جلد۳ صفحہ ۲۸)

اب سوال یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ان کھلے کھلے الفاظ کے باوجود آپ ﷺ کا وہ روحانی فرزند یعنی حضرت مہدیؑ کیا اولادِ فاطمہؑ یعنی سادات میں سے پیدا ہوا تھا۔؟ ہرگز نہیں۔ اُمت مسلمہ کی اکثریت ماسوائے جماعت احمدیہ آج تک اُس مہدی کا سادات میں پیدا ہونے کا انتظار کر رہی ہے جبکہ وہ ایک صدی قبل ایک دوسری قوم میں پیدا ہو کر ظاہر بھی ہو گیا۔ جب آنحضور ﷺ کی اس عظیم الشان پیش گوئی کے مطابق وہ مہدی اور مسیح موعود قادیان میں ظاہر ہوا تو مسلمانوں کی کتنی تعداد نے اُسے قبول کیا۔ ہم سب جانتے ہیں کہ اُمت کی ایک قلیل تعداد اُس پر ایمان لائی۔ اب کیا اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کی اس پیشگوئی میں آپکی اُمت کی آزمائش نہیں کی تھی۔؟

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام مہدی اور مسیح ہونے کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اُمتی رسول اور نبی بھی تھے۔ نبی ہونے کی حیثیت میں یہ لازمی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میثاق النبیین کے مطابق آپؑ سے بھی کوئی پختہ عہد لیا ہوگا۔ بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی آپ کے بعد آنے والے کسی موعود کی خبر یا بشارت دی ہوگی۔ کیا اس آئندہ آنے والے وجود کی بشارت یا وعدہ کا ذکر اُس کلام الٰہی میں موجود ہے جو کہ آپ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔؟ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں والا عہد یقیناً آپ سے بھی لیا تھا۔ آپؑ کو بھی آئندہ آنے والے موعود کی بشارت عطا فرمائی اور اُسکی علامتیں بھی خوب کھول کر بتائیں تھیں۔ جیسا کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مذکور درج ذیل الہامی کلام سے ظاہر ہے:۔

”میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اسکی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

اس کیساتھ فضل ہے۔ جو اسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظۡھَرُ الۡاَوَّلِ وَالۡاٰخِرِ۔ مَظۡھَرُ الۡحَقِّ وَالۡعَلَآءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِیًّا۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے مشتہر ہونے کے بعد پورے ہندوستان میں ایک شور پڑ گیا اور لوگ نہایت ذوق و شوق کیساتھ اس موعود فرزند کی راہ دیکھنے لگے۔ اور بعض تو اس فرزندِ موعود کو مہدی خیال کرنے لگے جس کی خبر دین اسلام میں موجود ہے۔ جیسا کہ سیرت المہدی کے اِن الفاظ سے ظاہر ہے:۔

”بعض نے اس پسر موعود کو مہدی معہود سمجھا جس کا اسلام میں وعدہ دیا گیا تھا اور جس نے دنیا میں مبعوث ہو کر اسلام کے دشمنوں کو نابید اور مسلمانوں کو ہر میدان میں غالب کرنا تھا“

(سیرت المہدی۔مؤلف مرزا بشیر احمد۔جلد اوّل روایت نمبر ۱۱۳۔صفحہ ۸۷)

اِس الہامی پیشگوئی کے ڈیڑھ سال بعد مورخہ ۷۔اگست ۱۸۸۷ء کے دن حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔آپ نے اپنے اِس فرزند کا نام بشیر احمد رکھا۔اسی دن آپؑ نے ایک اشتہار بنام ’’خوشخبری‘‘ شائع فرمایا۔آپؑ اِس اشتہار کا آغاز اس طرح فرماتے ہیں:۔

’’اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جسکے تولد کیلئے میں نے اشتہار ۸۔اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائیگا۔آج ۱۶۔ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷۔اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔فالحمدللہ علیٰ ذٰلک۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۱۴۱)

آپؑ نے بشیر احمد کی پیدائش پر اِسے ’’مولود مسعود‘‘ کا نام دے کر اِس کے متعلق پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہونے کا واضح اشارہ فرمادیا تھا لیکن رضائے اِلٰہی کے تحت یہ بچہ پندرہ (۱۵) ماہ زندہ رہ کر ۴۔نومبر ۱۸۸۸ء کے دن فوت ہو گیا۔اب اگر بنظرِ غور دیکھا جائے تو صاحبزادہ بشیر احمد اوّل کی وفات کیساتھ ہی جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کا اِبتلاء شروع ہو گیا تھا۔جیسا کہ حضورؑ بذاتِ خود اِرشاد فرماتے ہیں:۔

’’اِس (بشیر اوّل کی موت) موت کی تقریب پر بعض مسلمانوں کی نسبت یہ الہام ہوا:۔اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ۔قَالُوْا تَاللّٰہِ تَفْتَؤُا تَذْکُرُ یُوْسُفَ حَتّٰی تَکُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَکُوْنَ مِنَ الْھَالِکِیْنَ۔شَاھَتِ الْوُجُوْہُ فَتَوَلَّ عَنْھُمْ حَتّٰی حِیْنٍ۔اِنَّ الصَّابِرِیْنَ یُوَفّٰی اَجْرُھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ترجمہ۔اب خدا تعالیٰ نے ان آیات میں صاف بتلا دیا کہ بشیر کی موت لوگوں کی آزمائش کیلئے ایک ضروری اَمر تھا۔اور جو کچے تھے، وہ مصلح موعود کے ملنے سے نا امید ہو گئے۔اور انہوں نے کہا کہ تو اسی طرح اس یوسف کی باتیں ہی کرتا رہے گا۔یہاں تک کہ قریب المرگ ہو جائے گا یا مر جائے گا۔سو خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا۔کہ ایسوں سے اپنا منہ پھیر لے۔جب تک وہ وقت پہنچ جائے۔اور بشیر کی موت پر جو ثابت قدم رہے ان کے لیے بے اندازہ اجر کا وعدہ ہوا۔یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں۔اور کوتہ بینوں کی نظر میں حیرتناک۔‘‘ (تذکرہ صفحہ ۱۳۰ بحوالہ مکتوب ۴۔دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ)

اب اگرچہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی بشارت تو ہو چکی تھی لیکن اللہ تعالیٰ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے بعد بھی مصلح موعود سے متعلق الہامی بشارات اُنہی الفاظ اور علامات کیساتھ جن کا نزول ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں ہو چکا تھا قریباً آپ کی وفات تک آپؑ پر نازل فرماتا رہا ہے۔جیسا کہ درج ذیل مبشر الہامات سے ظاہر ہے۔

(۲) ۱۸۹۴ء۔’’اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ‘‘۔یعنی ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔(تذکرہ صفحہ ۲۱۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰ حاشیہ)

(۳) ۱۸۹۶ء۔’’ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ۔مَّظْھَرُالْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔‘‘ ترجمہ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اُترا۔(تذکرہ صفحہ ۲۳۸ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۲)

(۴) ۱۳۔اپریل ۱۸۹۹ء۔’’اِصْبِرْ مَلِیًّا سَاَھَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا۔‘‘یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔(تذکرہ صفحہ ۲۷۷ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۶)

(۵) ۲۶۔دسمبر ۱۹۰۵ء۔’’اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَۃً لَّکَ۔نَافِلَۃً مِّنْ عِنْدِیْ۔‘‘ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔وہ تیرے لیے نافلہ ہے۔ہماری طرف سے نافلہ ہے۔(تذکرہ صفحہ ۵۰۰ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۹)

(۶) مارچ ۱۹۰۶ء۔’’اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَۃً لَّکَ۔‘‘ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔جو تیرے لیے نافلہ ہوگا۔(تذکرہ صفحہ ۵۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۰، ۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۷) ۱۹۰۶ء۔’’اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ مَّظْھَرِالْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔‘‘ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو حق اور اعلیٰ کا مظہر ہوگا۔گویا آسمان سے خدا اُترے گا۔(تذکرہ صفحہ ۵۵۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۸ تا ۹۹)

(۸) ۱۶۔ستمبر ۱۹۰۷ء۔’’اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ۔‘‘ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔(تذکرہ صفحہ ۶۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

(۹) اکتوبر ۱۹۰۷ء۔’’(۵) اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ (۶) یَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَکِ (۷) ساقیا آمدن عید مبارک بادت۔‘‘ (تذکرہ ۶۲۲ بحوالہ بدر جلد ۶ نمبر ۴۴ مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۴) ترجمہ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو مبارک احمد کی شبیہ ہوگا۔اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔

(١٠) ٦، ٧۔نومبر ١٩٠٧ء۔ ”سَاهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔رَبِّ هَبْ لِيْ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً۔اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيٰى۔اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ------- آمدن عید مبارک بادت۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔“ (تذکرہ ٦٢٦ بحوالہ الحکم جلد ١١ نمبر ٤٠، ١٠ نومبر ١٩٠٧ء صفحہ ٣)

ترجمہ۔میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحیٰی ہے۔کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔----عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔

جناب مولود احمد صاحب۔٢٠۔فروری ١٨٨٦ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کے متعلق بشارت تو ہو چکی تھی اور ساتھ ہی اُس کی بعثت کی اغراضِ کثیرہ کا بھی ذکر ہو چکا تھا۔اب اگرچہ اللہ تعالیٰ ضرورت حقہ کے بغیر ایک لفظ بھی الہام نہیں کیا کرتا لیکن پھر بھی اس مفصل الہامی پیشگوئی کے بعد چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی شکل میں مصلح موعود سے متعلق مبشر کلام الٰہی حضورؑ کی وفات تک نازل ہوتا رہا۔ اب سوال یہ ہے کہ ٢٠ فروری ١٨٨٦ء کی مفصل اِلہامی پیشگوئی کے بعد غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) سے متعلق دوبارہ نازل ہونیوالے مبشر کلام الٰہی کی غرض و غایت کیا تھی۔؟؟ مفصل اِلہامی پیشگوئی کے بعد مصلح موعود کے متعلق بار بار مبشر اِلہامات نازل فرما کر اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے اور اُسکی جماعت کو کیا پیغام دے رہا تھا۔؟؟ جب ہم قرآن مجید کی روشنی میں اِس مبشر کلام الٰہی کو دیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مصلح موعود سے متعلق دوبارہ نازل ہونیوالے مبشر کلام الٰہی میں اللہ تعالیٰ اپنے مہدی و مسیح موعود کو اور آپکی معرفت آپکی جماعت کو یہ پیغام دے رہا تھا کہ ابھی تک وہ مصلح موعود پیدا نہیں ہوا ہے۔وہ موعود زکی غلام مسیح الزماں سے متعلقہ آخری اِلہامی بشارت یعنی ٦/ ٧۔نومبر ١٩٠٧ء کے بعد پیدا ہوگا۔اللہ تعالیٰ اس مبشر کلام الٰہی میں سمجھا رہا تھا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے اپنے کسی نبی یا ولی کو کسی بچے کی بشارت دی ہو جبکہ وہ بچہ اُسکی گود میں یا اُسکے گھر میں کھیلتا پھر رہا ہو۔یہ بات میری سنت کے خلاف ہے۔لہٰذا مصلح موعود نے قرآن مجید کی روشنی میں اپنی آخری بشارت ٦/ ٧۔نومبر ١٩٠٧ء کے بعد پیدا ہونا ہے۔اور اس طرح نہ صرف حضورؑ کے سارے لڑکے بشمول مرزا بشیر الدین محمود احمد بلکہ وہ تمام روحانی لڑکے بھی جو آپکی ذریت یعنی جماعت میں ٦/ ٧۔نومبر ١٩٠٧ء سے پہلے پیدا ہو چکے تھے غلام مسیح الزماں کے دائرہ بشارت ہی سے باہر نکل جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود سے متعلق اِن مبشر الہامات کی حقیقت اِس عاجز پر اسی طرح منکشف فرمائی ہے جس طرح قریباً ایک صدی قبل ہمارے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر حیاتِ مسیح ناصریؑ کی حقیقت منکشف فرمائی تھی۔

جناب مولود احمد صاحب۔جس طرح عالم اسلام میں حیات مسیح اور حضرتِ مسیح کے زندہ بجسم عنصری آسمان سے نازل ہونے کے متعلق صدیوں تک کسی کو یہ خیال تک بھی نہ آیا کہ ہم اس عقیدہ کو کم از کم قرآنِ مجید کی روشنی میں پرکھ کر تو دیکھیں کہ کیا یہ عقیدہ درست بھی ہے یا کہ نہیں۔؟ بعینہٖ ہمارا جماعتی المیہ بھی یہ رہا ہے کہ ہم سمجھتے رہے کہ ٢٠۔فروری ١٨٨٦ء کی الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو ایک لڑکے کی خبر دی تھی اور اس سے آگے غور و فکر کرنے کو یا تو ہم نے گناہ سمجھا یا ہمیں گناہ سمجھنے پر مجبور کر دیا گیا۔ہم نے زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر الہامات پر نہ کبھی غور و فکر کیا اور نہ ہی یہ دیکھنے کی کبھی زحمت گوارا کی کہ قرآنِ مجید کی روشنی میں یہ مبشر کلام اِلٰہی ہمیں کیا پیغام دے رہا ہے۔؟ ہم بشیروں سے باہر نہ نکلے۔ہم یہ خیال کرتے رہے کہ اگر یہ موعود لڑکا بشیر اوّل نہیں تو پھر ضرور یہ بشیر ثانی ہوگا اور اگر بشیر ثانی نہیں تو پھر ضرور کوئی بشیر ثالث ہوگا وغیرہ۔ہمارا ایسا خیال قطعی طور پر غلط تھا کیونکہ قرآنِ کریم کی روشنی میں زکی غلام کے متعلق اِلہامی کلام ہماری یہ راہنمائی فرماتا ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا کوئی بھی جسمانی لڑکا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتا اور اس طرح آنیوالا مصلح موعود دراصل حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا اُسی طرح روحانی فرزند ہے جس طرح آپؑ آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند تھے۔اگرچہ مرزا بشیر الدین محمود احمد جون۔جولائی ١٩٠٨ء میں اپنے رسالہ تشحیذ الاذہان جس کے تب وہ ایڈیٹر تھے میں فرما چکے تھے کہ ہم تینوں بھائیوں (مرزا بشیر الدین محمود احمد۔مرزا بشیر احمد اور مرزا شریف احمد) میں سے کوئی بھی موعود زکی غلام (مصلح موعود) سے متعلقہ اِلہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں نہیں آتا اور یہ کہ یہ موعود آئندہ زمانے میں حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی نسل میں پیدا ہوگا۔جیسا کہ درج ذیل اقتباس سے ظاہر ہے۔آپ لکھتے ہیں۔

”اِن اِلہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ اِبن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا“۔(رسالہ تشحیذ لاذہان ولیم۔٣ نمبر ٦۔٧ صفحات ٣٠١ تا ٣٠٣۔مورخہ جون جولائی ١٩٠٨ء)

مرزا بشیر الدین محمود احمد کے خلیفہ ثانی بننے کے بعد جب بعض ناعاقبت اندیش احمدیوں نے اپنی تحریر و تقریر میں آپکے متعلق مصلح موعود اور قدرت ثانیہ کا مظہر ثانی لکھنا اور کہنا شروع کر دیا تو آپ پر مصلح موعود بننے کا بھوت سوار ہو گیا۔اُنہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ موقعہ ملتے ہی ١٩٤٤ء میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔وہ قرآن کی تفسیر کبیر تو لکھتے رہے لیکن اُنہیں یہ پتہ نہ چلا کہ زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر الہامات نے قرآن کریم کی روشنی میں مجھے (مرزا بشیر الدین محمود احمد) تو ویسے ہی پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر کر دیا ہے۔یاد رہے کہ ٢٠ فروری ١٨٨٦ء کی الہامی پیشگوئی اتنی عام فہم اور سیدھی سادی نہیں تھی جتنی کہ یہ سمجھ لی گئی ہے۔آنحضرت ﷺ کی نزولِ مسیح ابن مریم کی پیشگوئی میں

اُمت محمد یہ کی سخت آزمائش ہو چکی ہے۔ یہاں سوال ہے کہ اس آزمائش میں اُمت محمدیہ کی کتنی تعداد کامیاب ہوئی تھی۔؟ سب جانتے ہیں کہ ایک معمولی تعداد اور مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد آج بھی حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کا زندہ بجسم عنصری آسمان سے نازل ہونے کا انتظار کر رہی ہے۔ اسی طرح پیشگوئی مصلح موعود میں جماعت احمدیہ کی اُمت محمدیہ سے بھی کہیں زیادہ سخت آزمائش ہوئی ہے کیونکہ اس پیشگوئی کے معاملہ میں نہ صرف کچھ لوگ خود گمراہ ہوئے بلکہ انہوں نے جماعت احمدیہ کی ایک کثیر تعداد کو بھی گمراہ کر دیا ہے۔ یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ ایسی پیشگوئیاں یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّ یَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا (البقرہ۔۲۷) کا مصداق ہوتی ہیں۔ ایسی پیشگوئیوں کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں:۔

’’یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے اور پہلے بھی ہم کئی مرتبہ ذکر کر آئے ہیں کہ جس قدر پیشگوئیاں خدا تعالیٰ کی کتابوں میں موجود ہیں ان سب میں ایک قسم کی آزمائش ارادہ کی گئی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کوئی پیشگوئی صاف اور صریح طور پر کسی نبی کے بارہ میں بیان کی جاتی تو سب سے پہلے مستحق ایسی پیشگوئیوں کے ہمارے نبی ﷺ تھے۔‘‘ (ازالہ اوہام بحوالہ روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۲۳۹)

جناب مولود احمد صاحب میری آپ سے گذارش ہے کہ جب آنحضور ﷺ کے متعلق جو پیشگوئی توریت میں بیان ہوئی ہے اس میں یہود و نصاریٰ کی آزمائش ہو چکی ہے۔ اور جو پیشگوئی آپ ﷺ نے اپنے روحانی غلام (مہدی معہود و مسیح موعود) کے متعلق بیان فرمائی تھی اس میں بھی آپ ﷺ کی اُمت کی سخت آزمائش ہو چکی ہے تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موعود ذکی غلام (مصلح موعود) کی اِلہامی پیشگوئی اِمتحان سے خالی کیونکر ہو سکتی ہے۔؟ ؎ کچھ تو سوچو خدا کیلئے ۔ سیّد الخلق مصطفیٰ کیلئے

جہاں تک غلام مسیح الزماں کے نزول کا تعلق ہے تو ظاہر ہے جب اللہ تعالیٰ اُس کا نزول فرمائے گا تبھی وہ نازل ہوگا۔ اور جب وہ نازل ہوگا تب لازماً اِلٰہی ماموروں سے متعلق عمومی علامات اُس کے وجود میں ضرور پوری ہوں گی۔ یہ عمومی علامات درجِ ذیل ہیں۔

(۱) مصلح موعود منہاج نبوت پر آئے گا

جس طرح پہلے نبی اور رسول اس دنیا میں مبعوث ہوئے تھے اسی طرح مصلح موعود بھی منہاج نبوت پر آئے گا۔ لوگ یا کوئی نظام اُسے مصلح موعود نہیں بنائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ اُسے روح القدس کے ساتھ کھڑا کرے گا۔ جب تک اللہ تعالیٰ خود مدعی کو اُسکے مصلح موعود ہونے کی خبر نہیں دے گا، اُس وقت تک اُسے اپنے مصلح موعود ہونے کا مطلقاً خیال تک نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے پہلے وہ کوئی اندازے نہیں لگائے گا۔ مثلاً وہ خلیفہ ثانی کی طرح یہ نہیں کہتا پھرے گا کہ!

(i) ’’مصلح موعود تو میں ہی ہوں لیکن مجھے دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں‘‘ (احمدیت۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ (انگریزی) مصنف محمد ظفر اللہ خاں صفحہ ۲۸۹)

(ii) ’’انکشافِ اِلٰہی سے پہلے وہ یہ نہیں کہے گا کہ پیشگوئی مصلح موعود کی غرض و غایت اللہ تعالیٰ نے میرے وجود میں پوری کر دی ہے وغیرہ۔‘‘ (ایضاً)

(iii) ’’وہ یہ نہیں کہے گا کہ دعویٰ نہ کر کے میں ایک غلطی سے بچ گیا ہوں‘‘ (مضمون پیشگوئی مصلح موعود اور خلافت رابعہ صفحہ ا مصنف فضل اِلٰہی انوری بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۰)

(iv) ’’وہ پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق ڈھکوسلے اور تک بندیاں نہیں لگاتا پھرے گا‘‘ وغیرہ۔ (الموعود صفحہ ۱۹۰ تا ۱۹۲)

ایسے بیانات اور ایسے ڈھکوسلے ایک مکار ہی لگا سکتا ہے جس کے اعصاب پر یہ اِلہامی پیشگوئی سوار ہو اور جس کی نظریں اس پیشگوئی پر جمی ہوئی ہوں۔ یاد رہے کہ پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قطعی اِنکشاف، قطعی یقین اور قطعی الہامی ثبوت کیساتھ کھڑا ہوگا اور جب وہ قطعی الہامی ثبوت کے ساتھ اپنا دعویٰ کسی خاندانی انتخابی خلیفے کے آگے پیش کرے گا تو وہ خلیفہ غم میں نڈھال ہو کر اسٹیج (Dais) پر گرتا پھرے گا۔ اور کیا یہ عجوبہ جماعت احمدیہ نے مورخہ ۵۔ جولائی ۲۰۰۲ء بروز جمعہ ایم ٹی اے پر دیکھا نہیں ہے۔؟

(۲) وہ اپنے وقت اور موسم پر آئے گا

یاد رہے کہ چودھویں صدی ہجری کے مجدد اعظم حضرت مہدی و مسیح موعودؑ چودھویں صدی کے سر پر مبعوث ہوئے تھے۔ چودھویں صدی ہجری میں پیدا ہونے والا اور چودھویں صدی کے اختتام سے بہت پہلے فوت ہو جانیوالا کوئی بھی وجود پندرھویں صدی ہجری کا مجدد اور مصلح موعود نہیں ہو سکتا۔ جس طرح پہلے انبیاء اور مجددین اپنے وقت اور اپنے موسم پر تشریف لاتے رہے اسی طرح افرادِ جماعت احمدیہ کا موعود نجات دہندہ یعنی مصلح موعود بھی وعدہ اِلٰہی اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق پندرھویں صدی ہجری کے سر پر ظاہر ہوگا اور ممکن نہیں کہ اس میں کوئی تخلف ہو۔

(۳) وہ ایک اِبتلاء کیساتھ آئے گا

یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی رسول اور مصلح دنیا میں مبعوث ہو اور وہ اپنے ساتھ کوئی اِبتلاء نہ لائے۔ ضرور ہے کہ سچا مصلح جب دنیا میں ظاہر ہو تو وہ خود بھی اِبتلاء میں سے

گزرے اور جس قوم یا جماعت میں ظاہر ہوا اُس کیلئے بھی ایک اِبتلاء لائے۔ یہ سُنتِ انبیاء ہے اور ممکن نہیں مصلح موعود اِس سنت سے باہر رہے۔

(۴) وہ سنگین اغلاط کی اصلاح کیلئے آئے گا

جس طرح پہلے نبی اور رسول اپنے اپنے وقتوں میں غلطیوں کی اصلاح کیلئے مبعوث ہوئے تھے اِسی طرح موعود مصلح نے بھی بعض سنگین اغلاط کی اِصلاح کیلئے آنا ہے۔ آج ہر احمدی جماعت کے حال سے آگاہ ہے۔ میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا لیکن آپ لوگ جانتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے ایک غلط دعویٰ مصلح موعود کو سچا بنانے کے لیے ایک مذہبی اور روحانی جماعت کو ایک غیر اسلامی نظام کیساتھ ایک مذہبی مافیا میں بدل دیا ہے۔ اِس سے بڑا کسی روحانی جماعت اور لوگوں پر اور کیا ستم ہوگا۔؟

(۵) جماعت کی اکثریت مصلح موعود کو قبول نہیں کرے گی

سرورِ کائنات خیر الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ جب مکہ میں مبعوث ہوئے تو آپکی قوم نے آپ کی شدید مخالفت کی۔ ساری زندگی آپ ﷺ منکرین کے ہاتھوں سے دُکھ اُٹھاتے اور اُن سے جنگیں لڑتے رہے۔ اِسی طرح آپ ﷺ کے غلام حضرت مہدی و مسیح موعودؑ بھی ساری عمر مخالفوں سے دُکھ اُٹھاتے اور مقدمے لڑتے رہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے غلام کا تو قوم انکار کرے لیکن آپ ﷺ کے غلام کا غلام یعنی مصلح موعود جب دنیا میں مبعوث ہو تو اُسکی قوم یعنی جماعت احمدیہ اُس کے آگے آنکھیں بچھائے اور اُسکے گلے میں ہار ڈالتی پھرے۔؟ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ خلیفہ ثانی کی طرح کسی نبی اور رسول نے اپنا دعویٰ لوگوں سے نہیں منوایا تھا اور نہ ہی آئندہ آنیوالا مصلح موعود ایسا کرے گا۔ ضرور ہے کہ جو بھی منہاجِ نبوت پر آئے تو سنت انبیاء کے مطابق اُس کا انکار کیا جائے۔ پہلے انبیاء اور رسولوں کی طرح مصلح موعود کا بھی یقیناً اِنکار ہوگا۔ بعض لوگ جنکے مفادات کسی جھوٹے دعویٰ سے وابستہ ہونگے وہ اُسکی شدید مخالفت کریں گے۔ بعض دیگر جو نیک دل ہوں گے اُن کی بھی یہ حالت بنا دی جائے گی کہ وہ چاہتے ہوئے بھی سچائی کو قبول کرنے کا خطرہ مول نہیں لیں گے۔ جس طرح پہلے انبیاء اور رسولوں نے اپنی اپنی قوموں کو طاقت سے نہیں بلکہ دلائل اور براہین سے لاجواب کیا تھا اِسی طرح مصلح موعود بھی اپنے مخالفین کو دلائل اور براہین سے ساقط کرے گا اور یہی اُسکی سچائی کا نشان ہوگا۔

(۶) مسیحائی نفس مصلح موعود غربت کے لباس میں ظاہر ہوگا

جس طرح پہلے نبی اور رسول غریبوں اور مسکینوں میں سے کھڑے کیے گئے تھے اِسی طرح موعود مصلح بھی غربت کے لباس میں ظاہر ہوگا۔ چونکہ وہ مسیحائی نفس ہونے کے لحاظ سے حضرت مسیح ابن مریمؑ کا مثیل ہے لہٰذا یہ ممکن ہے کہ بعض لوگ اُسے اِس روحانی مقام و مرتبہ کیلئے غیر موزوں قرار دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے: ’’اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ ط (الانعام:۱۲۵) اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کہاں رکھے۔؟ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ نے بھی اپنے رسالہ ’’الوصیت‘‘ میں فرمایا ہے:۔ ’’اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھیرے۔ جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔‘‘ (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶، ۳۰۷)

جناب مولود احمد صاحب۔ اُمرِ واقعہ یہ ہے کہ دینِ اسلام کو اتنا نقصان اِسکے مخالفوں اور دشمنوں نے نہیں پہنچایا جتنا خود مسلمان کہلوانے والوں نے پہنچایا ہے۔ یہی مصیبت احمدیت کو بھی لاحق ہوگئی۔ احمدیت کو بھی اتنا نقصان اِسکے مخالفوں نے نہیں پہنچایا جتنا کہ بانئے سلسلہ کی جسمانی اولاد نے پہنچایا ہے۔ بانئے سلسلہ نے تو ہمیں آزادیٔ ضمیر کی نعمت اور دولت کی قدر و قیمت سے آگاہ فرمایا تھا لیکن آپکے بعد آپکے جسمانی بیٹے نے ہم سے یہ نعمت ہی سلب کر لی۔ آج ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں احمدی نونہال کے پیدا ہوتے ہی اُس کے سر پر محمودیت کا کلبوت چڑھا دیا جاتا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ بیچارہ ساری عمر خلافت کی برکات اور جماعتی مصلح موعود کے گُن گاتا رہتا ہے۔ اس علمی اور فکری گھٹن اور جبر کی حالت میں کیا ہم اپنے بچوں سے غلبہ اسلام کی توقع رکھ سکتے ہیں۔؟ کیا شکنجے میں جکڑے ہوئے دماغوں کو آزاد کیے بغیر ہم علم و حکمت کے میدان میں دنیا کے امام بن سکتے ہیں۔؟ کیا یہ معصوم ’’اسیرانِ راہ مولا‘‘ علم و معرفت کے میدان میں کوئی کمال حاصل کر سکتے ہیں۔؟ ہرگز نہیں۔ اگر ہم عظمت رسول ﷺ اور غلبہ اسلام چاہتے ہیں تو ہمیں سب سے پہلے آزادیٔ ضمیر کیلئے جدوجہد کرنا ہوگی کیونکہ ہماری پستی کا اس کے سوا کوئی علاج نہیں۔

قرآن مجید اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے الہامات کیساتھ یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ خلیفہ ثانی سمیت حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کا کوئی بھی جسمانی لڑکا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتا اور اس طرح خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر جھوٹا اور جماعت احمدیہ میں ایک سنگین جرم اور فساد تھا۔ اپنے اس جھوٹ کو دوام دینے اور سچ بنانے کیلئے آپ نے نظام کی شکل میں نہ صرف ایک فوج تیار کی بلکہ تقسیم کرو اور حکومت کرو (Divide and rule) کی پالیسی کے تحت جماعت کو مختلف طبقات میں تقسیم کر دیا۔

اِس تقسیم کا مقصد افرادِ جماعت کی بہتر نگرانی (نگرانی سے مراد صرف یہ کہ کوئی ذہنی طور پر بیدار نہ ہو جائے) کیساتھ ساتھ یہ بھی تھا کہ وہ ایک غیر جمہوری اور غیر اسلامی نظام میں

عہدوں کے لالچ میں باہم دست وگریباں رہیں گے اور بدقسمتی سے آج جماعت احمدیہ میں یہی تماشہ دیکھنے میں آ رہا ہے۔؟ اس سے بڑھ کر اور کیا حیرانی ہوسکتی ہے کہ افرادِ جماعت آنکھیں بند کرکے ایک غیر عقلی اور غیر قرانی دعویٰ مصلح موعود کا دفاع کر رہے ہیں جس میں کوئی بھی صداقت نہیں؟

جناب مولود احمد صاحب۔ ہماری ٹیلی فونک (telephonic) گفتگو کے دوران آپکے بھائی مکرم مبشر احمد صاحب نے ایک سوال اُٹھایا تھا کہ اگر آپ یعنی خاکسار سچا موعود کی غلام ہے تو مجھے اپنی صداقت کے حق میں کوئی کرامت بھی دکھانی چاہیے۔؟ خاکسار اس سلسلہ میں جواباً عرض کرتا ہے کہ خاکسار کا یہ روحانی واقعہ (اس کی تفصیل میری کتب اور مضامین میں سے پڑھی جاسکتی ہے) نیکی کیا ہے۔؟ کے سوال سے شروع ہوا تھا۔ یہ بھی واضح رہے کہ یہاں ''نیکی'' سے مراد وہ نیکی ہے جسے سقراط نے اپنے مشہور و معروف نظریہ علم (نیکی علم ہے) میں ''علم'' قرار دیا تھا۔ اس سوال کے متعلق میری پکار کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس عاجز پر نیکی خدا ہے (Virtue is God) کا اِلہام نازل فرمایا۔ یہ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء کی بات ہے۔ اس اِلہام میں اللہ تعالیٰ نے اس عاجز پر انکشاف فرمایا کہ سقراط نے جس علم کو ''نیکی'' کا نام دیا تھا وہی خدا ہے۔ بعد ازاں خاکسار نے اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں یہ الٰہی نظریہ (نیکی خدا ہے) لکھ کر مکمل کیا۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ نیکی (Virtue) جسے سقراط نے علم (Knowledge) قرار دیا تھا اِسکی ماہیت (essence) کو جاننے کیلئے دنیا کے ذہین ترین لوگ ہزاروں سال سے کوشش کر رہے ہیں لیکن آج تک انسانی عقل نیکی کے اس تصور کو جاننے میں ناکام رہی ہے اور تاریخ فلسفہ اس پر شاہد ہے۔ سقراط کے بعد اُس کے شاگرد افلاطون (Plato-428/427 BC–348/347 BC) اور افلاطون کے بعد اُسکے شاگرد ارسطو (Aristotle-384 BC–322 BC) نے اپنے اپنے فہم اور اپنے اپنے رنگ میں نیکی کی ماہیت کے متعلق نظریات قائم کیے لیکن یہ دونوں عظیم مفکر کسی ایک نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔ نیکی کی ماہیت کے متعلق دونوں کے نتائج ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ صدیوں پر صدیاں گزرتی گئیں۔ ہر دور کے باصلاحیت انسان ''نیکی کی ماہیت'' کا یہ عقدہ حل کرنے کیلئے اپنے طور پر طبع آزمائی کرتے رہے لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکے۔ میرے خیال میں ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد کے مطابق اِس راز کا اِنکشاف شاید حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موعود زکی غلام پر اُسکی سچائی ظاہر کرنے کیلئے بطور ایک نشان کے ہونا تھا۔ ایک مایہ ناز اور فائق (preeminent) برطانوی مفکر ڈبلیوٹی سٹیس (Walter Terence Stace) جو بیس (۲۰) سال پرنسٹن یونیورسٹی (Princeton University) میں فلاسفی کے پروفیسر رہے اور اِسی دوران وہ امریکن فیلوسوفیکل ایسوسی ایشن (American Philosophical Association) کے صدر بھی رہ چکے ہیں ''نیکی'' کے اس سقراطی تصور کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"But as, for Socrates, the sole condition of virtue is knowledge, and as knowledge is just what can be imparted by teaching, it followed that virtue must be teachable. The only difficulty is to find the teacher, to find someone who knows the concept of virtue. What the concept of virtue is that is, thought Socrates, the precious piece of knowledge, which no philosopher has ever discovered and which, if it were only discovered, could at once be imparted by teaching, where upon men would at once become virtuous." (A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace p.149)

(لیکن جیسا کہ سقراط کیلئے نیکی کی تنہا شرط اِس کا علم ہونا ہے اور جیسا کہ علم قطعی ہے جس کو بذریعہ تعلیم سکھایا جاسکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکی بھی قابلِ تعلّم ہونی چاہیے۔ مشکل صرف یہ ہے کہ کسی معلم کو ڈھونڈا جائے جو نیکی کے تصور کو جانتا ہو۔ نیکی کا وہ تصور جسے سقراط نے سوچا اور جو علم کا انمول جز ہے جس کو کسی مفکر نے آج تک دریافت نہیں کیا اور اگر کبھی وہ دریافت ہوگیا تو فوراً اُسے پڑھایا جائے گا اور اِس طرح انسان فوراً نیک ہوجائیں گے۔)

میری فہم و فراست کے مطابق اگر تمام مغربی فلسفہ (western philosophy) ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں سقراط کا یہ اِلہامی نظریہ (نیکی علم ہے) رکھ دیا جائے تو یقیناً سقراط کا یہ علمی نظریہ سارے مغربی فلسفہ پر بھاری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا کامل علم اور اپنا کامل عرفان مجھ پر علمی رنگ میں ایک نظریہ (Virtue is God) کی شکل میں اِلہام فرمایا۔ یہ صرف ایک عام نظریہ نہیں ہے بلکہ ایک اعلیٰ اِنتہائی ہمہ گیر نظریہ (supreme ultimate universal theory) ہے اور اگر اِسے اُم النظریات (mother of theories) کہا جائے تو بھی غلط نہ ہوگا۔ میرے اِن الفاظ پر غور کرنا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔؟ میں خلیفہ ثانی کی طرح افرادِ جماعت کے آگے باون یا اٹھاون خصوصیات کا ناٹک نہیں رچا رہا بلکہ اپنی سچائی کے حق میں خالصتاً ایک علمی دلیل پیش کر رہا ہوں۔ یہ اِلٰہی نظریہ (Divine theory) ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کی مرکزی علامات سے منضبط ہے اور یہی اِلٰہی نظریہ موعود زکی غلام (مصلح موعود) کی سچائی کا علمی ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس زکی غلام کے متعلق فرماتا ہے۔''وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک

دوشنبہ۔فرزندِدلبند گرامی ارجمند۔مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔‘‘

جناب مولود احمد صاحب۔آپ سے عرض ہے کہ آپ میرے اِلٰہی نظریہ (نیکی خدا ہے) کو بغور وفکر پڑھیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔آئندہ زمانوں کے علمی انقلابات اِسی اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر نظریہ کیساتھ وابستہ ہیں۔پہلے زمانوں میں مذہبی نظریات کو پھیلانے کیلئے ہر مذہب کے مبلغ لوگوں کو تبلیغ کیا کرتے تھے اور اس تبلیغ کے نتیجہ میں بعض لوگ اپنے مذہبی نظریات تبدیل بھی کرلیا کرتے تھے۔لیکن اب تبلیغ کا رنگ بدل چکا ہے اور دنیا نظریاتی دور میں داخل ہو چکی ہے۔اب وقت کیساتھ ساتھ مذاہب علمی میدان میں آرہے ہیں۔اور جس مذہب کا الٰہی نظریہ دیگر مذاہب کے خدائی نظریوں پر غالب آجائے گا اِنشاء اللہ تعالیٰ وہی مذہب دنیا میں غالب آئیگا اور وہی فاتح قرار پائیگا۔دینِ اسلام کے غلبے کا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ سے وعدہ فرمایا ہوا ہے (هُوَ الَّذِىٓ اَرْسَلَ رَسُولَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔(التوبہ۔۳۳/الفتح۔۲۹/الصّف۔۱۰) وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے گو مشرکوں کو یہ بات بہت ہی بُری لگے) دینِ اسلام کا یہ غلبہ بھی علمی رنگ میں ظاہر ہوگا۔میری بات کو پلے باندھ لیں کہ یہی وہ الٰہی نظریہ ہے، یہی وہ آسمانی حربہ ہے جو آئندہ دینِ اسلام کی فتح اور غلبے کی وجہ بننے والا ہے۔اگر آپ اس اِلٰہی نظریہ ’’نیکی خدا ہے‘‘ کو بغور وفکر پڑھیں گے تو آپ کو اِلہامی پیشگوئی میں مذکورہ زکی غلام کی مندرجہ بالا ساری علمی نشانیاں اِس میں مل جائیں گی۔

جناب مولود احمد صاحب۔آپ کو یاد رہے کہ میں جنگل میں پیدا ہوا ہوں۔جہاں پر بچپن میں کسی سے قرآن کریم بھی نہیں پڑھ سکا۔خاکسار زمانہ طالبعلمی میں ایک ذہین طالب علم ضرور تھا لیکن سخت ذہین وفہیم بالکل نہیں تھا۔خاکسار نے ربوہ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول سے ۱۹۷۱ء میں میٹرک کیا تھا اور سکول میں میری تیسری پوزیشن تھی۔لیکن اسکے باوجود میرے دینی علم کا یہ حال تھا کہ مجھے توحید کا بھی علم نہیں تھا۔خاکسار یہ سچی باتیں لکھ رہا ہے۔دہم ڈی میں میرے اسلامیات کے مرحوم ومغفور ٹیچر مولوی محمد اسماعیل صاحب جانتے تھے کہ مجھے اسلامیات نہیں آتی۔ایک دن اُنہوں نے کسی بات پر خفا ہوکر مجھے شرمندہ کرنے کیلئے کلاس میں کھڑا کرکے مجھ سے ’’توحید‘‘ کے معنی پوچھے جو مجھے نہیں آئے تھے۔میں جواباً خاموش کھڑا رہا اور پھر اُنہوں نے مجھے شرمندہ کرکے بٹھا دیا۔

قلندر جز دو حرف لا الٰہ کچھ بھی نہیں رکھتا　　فقیہ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا

اپنے اس دینی علم کے پس منظر میں اگر اپنے متعلق میں یہ کہوں کہ علم لدُنی سے پہلے خاکسار دینی لحاظ سے اُمی تھا تو یہ قطعاً غلط نہیں ہوگا۔اس اُمی انسان نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر اِلٰہی نظریہ (Virtue is God) جس کا دوسرا نام ’’اِلہامی پیشگوئی کی حقیقت‘‘ بھی ہے لکھ کر ۱۹۸۵ء سے ابتک افراد جماعت اور علمائے جماعت کے آگے رکھا ہوا ہے۔خاکسار اِلٰہی علم کی روشنی میں یہ کہتا ہے کہ خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر غلط تھا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی ومسیح موعود علیہ السلام کو جس ’’رحمت کے نشان‘‘ کا وعدہ بخشا تھا۔اللہ تعالیٰ نے نشان رحمت کی یہ چادر اس عاجز پر لپیٹی ہے۔خاکسار ۱۹۸۵ء سے بالواسطہ اور ۱۹۹۳ء سے اعلانیہ جماعت احمدیہ کو اس حقیقت سے آگاہ بھی کر رہا ہے اور اس موضوع پر بات چیت کیلئے بھی بلا رہا ہے۔جناب مولود احمد صاحب۔جماعت احمدیہ اگر مجھے میرے دعویٰ میں غلطی خوردہ سمجھتی ہے تو ان کو چاہیئے تھا کہ وہ اپنے سچے مصلح موعود کے دفاع میں فوری طور پر اُٹھ کر میرا منہ بند کردیتے۔یہ کیا بات ہے کہ جو جماعت احمدیہ قادیان کی نظر میں نعوذ باللہ جھوٹا ہے وہ تو میدان میں کھڑا ہوکر صادقوں کو اپنے بات چیت کیلئے بلا رہا ہے لیکن یہ صادق دنیا جہان سے تو علمی مجادلہ کرتے پھر رہے ہیں لیکن اس عاجز کیساتھ علمی گفتگو کرنے کیلئے تیار نہیں ہو رہے۔خاکسار آپ سے کہتا ہے کہ مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ آئندہ بھی میرے مقابلہ پر نہیں آئیں گے کیونکہ یہ لوگ پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت سے آگاہ ہو چکے ہیں۔اور اس سلسلہ میں مجھ اُمی انسان کا نڈر ہوکر افراد جماعت اور علمائے جماعت کو اپنے مقابلہ پر بلانا اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ میں نہ صرف سچا ہوں بلکہ اپنی سچائی کا عرفان بھی رکھتا ہوں۔اپنے بھائی مبشر احمد سے کہنا کہ علمائے جماعت احمدیہ جن کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم دنیا میں علمی رنگ میں ناقابل شکست ہیں، اُن کا میرے ایسے اُمی انسان کے مقابلہ پر آکر خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کا دفاع نہ کرنا کیا اس عاجز کی کرامت نہیں ہے۔؟اگر یہ کرامت نہیں تو پھر کرامت کس کو کہتے ہیں۔؟؟؟

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں　　اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو کردگار

(۲) حضرت مہدی ومسیح موعودؑ نے اپنی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی میں فرمایا ہے۔’’وہ کامل علم کا ذریعہ جس سے خدا نظر آتا ہے وہ میل اُتارنے والا پانی جس سے تمام شکوک دور ہو جاتے ہیں، وہ آئینہ جس سے اُس برتر ہستی کا درشن ہو جاتا ہے، خدا کا وہ مکالمہ اور مخاطبہ ہے جس کا میں ابھی ذکر کر چکا ہوں جس کی روح میں سچائی کی طلب ہے وہ اُٹھے اور تلاش کرے۔‘‘(اسلامی اصول کی فلاسفی۔روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۲)

اسی طرح حضور علیہ السلام اپنے رسالہ ’’تجلیات اِلٰہیہ‘‘ میں فرماتے ہیں۔’’اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دینگے۔‘‘(تذکرہ صفحہ ۵۱۷۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۹)

حضورعلیہ السلام نے اپنی اس پیشگوئی میں جس علم ومعرفت کا ذکرفرمایا ہے اِس سے مراد الٰہی علم یا عرفان باری تعالیٰ ہے۔واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے ذریعے اپنے برگزیدہ بندے (مہدی ومسیح موعود) کیساتھ آپکے موعودزکی غلام کو کامل علم ومعرفت دینے کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔حضورؑ کی مندرجہ بالا پیشگوئی میں علم و معرفت میں جس کمال کا ذکرفرمایا گیا ہے۔جماعت احمدیہ میں علم ومعرفت میں کمال کی یہ خلعت صرف اورصرف موعودزکی غلام جسے اللہ تعالیٰ نے فخرالرسل بھی فرمایا ہے کی قسمت میں لکھی گئی ہے۔خاکسار نے ۱۹۹۷ء میں خلیفہ رابع صاحب کو بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں حضرت محمدﷺ اورمہدی ومسیح موعودعلیہ السلام کی اِلہامی دعاؤں کی قبولیت کے صدقے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ’’اب میں تجھے اپنی جناب میں رجسٹرکرتا ہوں اور میں تجھے علم دوں گا اورتو لوگوں کولا جواب کردے گا۔‘‘ مولوداحمد صاحب۔یہ علم ومعرفت میں کمال ہی تو ہے جواس عاجز کو اِلہامی نظریہ نیکی خدا ہے(Virtue is God) کے ذریعے بخشا گیا ہے۔خاکسارکو۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کی حقیقت کا جوعلم بخشا گیا ہے۔اِسکی روشنی میں خاکسار نہ صرف خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کو جھٹلا چکا ہے بلکہ میدان میں کھڑے ہوکر مدت سے علم ومعرفت میں مقابلہ کیلئے علمائے دین اور فلسفہ کو بلا رہا ہے۔ہمارے آقا حضرت مہدی ومسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں۔’’کیاتم خدا کو بغیر خدا کی تجلّی کے پا سکتے ہو۔؟‘‘(ایضاً۔۴۴۳)اس عاجز نے (جس کے متعلق مرزا مسروراحمد یک طرفہ طور پر بچوں کی کلاسوں میں بیٹھ کر دماغ گھومنے کے بے بنیاد الزام لگا رہا ہے) اپنے آقا کی پیروی میں اللہ تعالیٰ کے فضل اوررحم کیساتھ علم وعرفان میں کمال کی اس نعمت کو کامل طور پر پایا ہے۔اوراللہ تعالیٰ نے علم ومعرفت کے سلسلہ میں میرے آقا کی اس پیشگوئی کو میرے وجود میں کامل طور پر پورا فرمایا ہے۔خاکسار یہ باتیں چھپ کراور مبہم انداز میں نہیں لکھ رہا بلکہ میدان میں کھڑا ہے۔اگرکسی کو شک ہوتو وہ علمائے دین اور فلسفہ کو میرے مقابلہ پر لاکرعلم ومعرفت میں کمال کے سلسلہ میں حضورعلیہ السلام کی اس پیشگوئی کو پورا ہوتے ہوئے دیکھ لے۔خاکسار آپکے بھائی مبشراحمد سے کہتا ہے کہ اگرخلفاءاورعلمائے جماعت علم ومعرفت کے سلسلہ میں میرے ایسے اُمی انسان کے مقابلہ پرنہیں آتے تو پھراس سے بڑھ کراور کیا کرامت ہوگی۔؟اس سے بڑھ کرکسی مدعی غلام مسیح الزماں کی صداقت کا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔؟ ؎ کافی ہے سوچنے کواگراہل کوئی ہے !

آخرمیں آپکے چندسوالوں کے جوابات پیش خدمت ہیں۔آپ پوچھتے ہیں۔

(1)When he (Ghufar sahib)claimed?

اُس (غفارصاحب) نے دعویٰ کب کیا۔؟

الجواب۔وسط دسمبر ۱۹۸۳ء میں اس عاجز کو عالم بیداری میں Virtue is God کا اِلہام ہوا تھا۔میں نے اُسی وقت اپنا یہ اِلہام لکھ کر اپنے دوست احباب کو بتادیا تھا۔ خاکسار نے اپنا بالواسطہ دعویٰ خلیفہ رابع صاحب کے آگے مارچ ۱۹۹۳ء میں رکھ دیا تھا۔بعدازاں ۱۹۹۷ء میں خلیفہ رابع صاحب کوسب کچھ کھول کر بتا دیا۔اور پھر مورخہ ۱۰ جون ۲۰۰۲ء کو میں نے ایک مفصل خط کے ذریعے اپنا موعودزکی غلام مسیح الزماں ہونے کا دعویٰ باضابطہ طور پر خلیفہ رابع صاحب کے آگے رکھ دیا تھا۔یہ سب کچھ آپ میری ویب سائٹ (alghulam.com) پر سے پڑھ سکتے ہیں۔لیکن افسوس کی بات ہے خلیفہ رابع صاحب اپنے منصبی فرض سے کوتاہی کرتے ہوئے اپنے آخری سانس تک میرے دعویٰ کو افرادجماعت سے چھپا کردرپردہ خلافت کے نام پر اپنی مذہبی گدی کے تحفظ کیلئے جوڑتوڑ میں مصروف رہے۔اِناللہ واِنا اِلیہ راجعون۔

(2)What is the difference between ahmadi, lahori ahmadi and you?

احمدی،لاہوری احمدی اورآپ میں کیا فرق ہے۔؟

الجواب۔قادیانی اورلاہوری گروپوں میں بڑے اختلاف دو(۲)ہی ہیں۔ایک اُمتی نبوت اوردوسرا خلافت۔قادیانی گروپ حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کومہدی ومسیح موعود کے علاوہ آپ کواُمتی نبی بھی مانتا ہے جبکہ لاہوری گروپ والے ۱۹۱۴ء تک یعنی حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی خلافت تک حضرت بانئے جماعت کو نہ صرف اُمتی نبی مانتے رہے بلکہ خلافت کے بھی قائل رہے ہیں لیکن بعدازاں خلافت کے انتخاب کے سلسلہ میں اختلاف کو بنیاد بنا کر جب اُنہوں نے اپنا الگ گروپ بنام’’انجمن اشاعت اسلام لاہور‘‘ بنالیا تو پھراُنہوں نے حضرت بانئے جماعت کی اُمتی نبوت اورخلافت دونوں کا انکارکردیا۔قادیانی گروپ خلافت کا قائل ہے جبکہ لاہوری گروپ نے خلافت کی بجائے امارت کے منصب کو اختیارکرلیا۔باقی تفصیل آپ میرے مضامین نمبر ۳۹ اور ۴۰ میں سے پڑھ سکتے ہیں۔باقی خاکسار جماعت احمدیہ قادیان میں پیدا ہوا ہے۔میرا جماعت احمدیہ قادیان کیساتھ سے دوامورمیں بڑا اختلاف ہے(۱) پیشگوئی مصلح موعود(۲) خاکسار دین میں جبر کا قائل نہیں (لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ (البقرہ۔۲۵۷) دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبرنہیں) جب کہ قادیانی گروپ میں جونظام بنایا گیا ہے اِسکی بنیاد ہی جبر پر ہے۔

(3)Do you do tabligh?

کیا آپ تبلیغ کرتے ہیں۔؟

الجواب۔ پہلے مرسلوں کی طرح سچ کی تبلیغ کرنا میرا بھی سب سے اولین فرض ہے اور میں میسر وسائل کیساتھ شب و روز تبلیغ میں مصروف ہوں۔

(4)How many have accepted you so far?

اب تک کتنے لوگوں نے آپ کے دعویٰ کو تسلیم کیا ہے۔؟

الجواب۔ واضح رہے کہ پیروکاروں کے زیادہ ہونے یا نہ ہونے کا کسی مدعی کے صدق سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ صدق کا معیار صرف دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ انفال میں فرماتا ہے۔ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَن بَيِّنَةٍ وَّيَحْيَى مَنْ حَيَّ عَن بَيِّنَةٍ وَإِنَّ اللّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ (انفال۔۴۳) تا کہ وہ جو دلیل کے ذریعہ سے ہلاک ہو چکا ہے ہلاک ہو جائے اور جو دلیل کے ذریعہ سے زندہ ہو چکا ہے زندہ ہو جائے اور اللہ یقیناً بہت سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

باقی جماعت احمدیہ اصلاح پسند کے ممبران کے متعلق آپ کو مکرم مبشر احمد شاہد صاحب نے بتا دیا ہوا ہے۔ واضح رہے مبارک ہیں وہ لوگ جو سچائی کو ابتداء میں ہی قبول کر لیتے ہیں کیونکہ اُن کو بوجہ نیک ظن اور قوت ایمان کے صدیقوں کی شان کا ایک حصہ ملتا ہے اور یہ اُس کا فضل ہے جس پر چاہے کرے۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ پر میری سچائی ظاہر فرمائے آمین۔ آپ بھی دعائیں کریں اور حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصیحت کو ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

''اصل بات یہ ہے کہ جب تک اِنسان کسی بات کو خالی الذہن ہو کر نہیں سوچتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سنتا۔ اُس وقت تک پرانے خیلات نہیں چھوڑ سکتا۔ اِس لیے جب آدمی کسی نئی بات کو سُنے تو اُسے یہ نہیں چاہیے کہ سُنتے ہی اُس کی مخالفت کیلئے تیار ہو جاوے بلکہ اُس کا فرض ہے کہ اُس کے سارے پہلوؤں پر پورا فکر کرے اور اِنصاف اور دیانت اور سب سے بڑھ کر خدا تعالےٰ کے خوف کو مدنظر رکھ کر تنہائی میں اِس پر سوچے۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱ تا ۲)

اُمید ہے آپ سب حضور علیہ السلام کی اس نصیحت کی روشنی میں اللہ تعالیٰ سے حق کی شناخت کیلئے دعائیں کرتے رہیں گے۔ خاکسار بھی آپ کی خواہش کے مطابق با قاعدگی کیساتھ آپ تینوں کیلئے دعا کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو حق کو پہچاننے اور قبول کرنے کی سعادت بخشے آمین۔ آج اِس سال یعنی ۲۰۱۰ء کا آخری دن ہے۔ چند گھنٹوں کے بعد نیا سال ۲۰۱۱ء طلوع ہونیوالا ہے۔ میں دعا گو ہوں کہ نیا سال آپ اور آپ کی فیملی اور ہم سب کیلئے ہر لحاظ سے خیر و برکت اور خوشیاں لائے آمین۔ وَمَاعَلَيْنَاإِلَّاالْبَلٰغُ الْمُبِيْنَ۔

وَاٰخِرُدَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

خاکسار

عبدالغفار جنبہ/کیل۔ جرمنی

۳۱ دسمبر ۲۰۱۰ء

☆☆☆☆☆☆☆